بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

مسلمان بچّوں اور بچیّوں کے لئے سارے ملک میں عموماً اور اُتّر پردیش میں خصوصاً دینی تعلیم کی جو اہمیت و ضرورت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مرکزی جمعیۃ علماء ہند کے عمائد اور ذمہ دار حضرات کی سعی و کوشش سے ۱۹۵۶ء کے شروع میں بمبئی میں ایک عظیم الشان دینی تعلیم کنونیشن منعقد ہوا جس میں تقریباً ہر مکتبِ خیال کے مسلمانوں نے بڑے جوش و خروش سے شرکت کی اور دینی تعلیم کے نظام کو تمام ملک میں پھیلانے اور اس کو منظم و مربوط کرنے کے لئے ایک بورڈ بنا دیا گیا۔ چونکہ جمعیۃ علماء ہند ہی ملک کی سب سے بڑی اور فعّال جماعت تھی اور بمبئی کنونیشن کا انعقاد بھی اسی کی کوششوں کا نتیجہ تھا اس بناء پر دینی تعلیمی بورڈ کی سربراہی اور قیادت بھی جمعیۃ علماء کے حصّہ میں آئی۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اور واقعات بھی شاہد ہیں کہ مرکزی جمعیۃ علماء کے عمائد نے اس سلسلہ میں اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی انھوں نے اپنے دائرہ اختیار و عمل میں جگہ جگہ دینی مکاتب قائم کئے، اُن کے جاری رہنے کا بندوبست کیا اُن کے کاموں کی نگرانی کی اور دینی تعلیم کا ایک عمدہ اور مفید نصاب لکھوا کر شائع کیا۔ پھر صوبائی جمعیتوں کو ہدایات بھیجی کہ وہ بھی اس اہم اور ضروری کام کی طرف توجہ کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ صوبائی جمعیتوں نے عموماً اس معاملہ میں کوئی خاص سرگرمی نہیں دکھائی اور مرکز کی طرف سے پیہم ہدایتوں اور یاد دہانیوں کے باوجود اس طرف توجہ نہیں کی۔

اس وقت کسی اور صوبہ جمعیت سے بحث نہیں صرف اُتّر پردیش کی صوبہ جمعیت کا تذکرہ مقصود ہے۔ یہاں جمعیت کی سرکردگی میں دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت اور اس کی نظم و ترتیب کے لئے باضابطہ طور پر ایک بورڈ بنا دیا گیا تھا لیکن جب اس بورڈ نے کوئی قابلِ ذکر کام نہیں کیا اور مرکز کی بار بار کی یاد دہانی کے باوجود اس طرف توجہ نہیں کی اور دوسری طرف حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے تو مسلمانوں میں سخت اضطراب پیدا ہوا اور آخر گذشتہ ماہ دسمبر کے اواخر میں بڑے پیمانہ پر ایک صوبہ دینی تعلیمی کانفرنس بستی میں منعقد ہوئی، اس کانفرنس میں مختلف اسلامی اداروں اور جماعتوں کے نمائندوں

اور عام مسلمانوں نے جس جوش وخروش اور سرگرمی سے شرکت کی اور اُس کی کارروائیوں میں حصّہ لیا اس سے صاف طور پر اندازہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں نے وقت کی نزاکت اور حالات کے مطالبہ و تقاضہ کو پوری طرح محسوس کر لیا ہے کانفرنس میں متعدد تجاویز منظور ہوئیں اور اُن کو عملی جامہ پہنانے اور وقتاً فوقتاً اُن معاملات پر غور وخوض کرنے کے لئے ایک کونسل کی تشکیل عمل میں آگئی۔ تجاویز پاس کرنا اور اُن کی تعمیل و نگرانی کے لئے ایک کونسل کا بنا دینا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر کانفرنس یہ طے کرتی ہی ہے اور خود اُتّر پردیش کی صوبہ جمعیت بھی اس معاملہ میں کسی سے کم نہیں ہے لیکن بستی میں جو کونسل بنی تھی اُس نے صحیح معنی میں اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہے کہ بستی کی کانفرنس کے بعد سے اب تک کہ صرف ایک ششماہی ہی ہوئی ہے متعدد مقامات پر ضلع وار دینی تعلیمی کانفرنسیں ہو چکی ہیں کونسل کے متعدد جلسے ہو چکے ہیں اور اُن کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں عام بیداری پیدا ہو گئی ہے جگہ جگہ مکاتب قائم ہو رہے ہیں اور دینی تعلیم کا کام ایک خاص سلیقہ اور ہوشمندی کے ساتھ ہو رہا ہے

دین اور اُس کے ذریعہ مسلمانوں کی ملی اور تہذیبی روایات کی حفاظت اور اُن کی ترویج و اشاعت کسی خاص جماعت یا گروہ کا اجارہ نہیں ہے۔ اللہ کی توفیق ہے کہ جس شخص سے یا جس جماعت سے وہ چاہے اپنا کام لے لے بلکہ ایک حدیث کے مطابق تو عملِ صالح اور تقویٰ و طہارت بھی ضروری نہیں ہے جب وہ چاہتا ہے فاسق و فاجر سے بھی دین کی حمایت و نصرت کا کام لے لیتا ہے۔ پھر دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ صوبہ جمعیت نے اگرچہ دینی تعلیم کی طرف کما ینبغی توجہ نہیں کی لیکن وہ بالکل بے کار اور معطل بھی نہیں رہی۔ صوبہ میں جہاں کہیں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے یا اور بعض دوسری قسم کی مشکلات پیدا ہوئیں، جمعیت نے مسلمانوں کی امداد کی اور اُن کی شکایات کو دور کرنے کی مقدور بھر سعی کی اُس میں کہیں کامیابی ہوئی اور کہیں نہیں ہوئی۔ یہ دوسری بات ہے۔ اس بنا پر بستی کی کونسل نے دینی تعلیم کے سلسلہ میں جو کچھ کیا ہے اور کر رہی ہے اُس پر سب مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیئے اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے، اس سے رقابت رکھنے یا چشمک زنی کرنے کے تو کوئی معنیٰ ہی نہیں ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ بستی کی کونسل کی کامیابی اور سرگرمی و جوش کو دیکھ کر اب اُتّر پردیش کی صوبہ جمعیت کو بھی ولولہ اُٹھا ہے اور اس نے ایک عرصہ کے بعد گذشتہ ماہ جون میں مرادآباد میں صوبائی کانفرنس کے ساتھ ایک دینی تعلیمی کانفرنس بھی منعقد کی۔ ایک کارِ خیر و اہم کی طرف جب بھی توجہ ہو جائے، خواہ خود بخود یا کسی خارجی

تحریک و ترغیب سے ہو بہر حال اچھا ہی ہے، اس پر کسی کو نہ برا ماننے کی ضرورت ہے اور نہ کام کرنے والوں کو احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے کی۔ اتر پردیش کا صوبہ نہایت وسیع ہے اس لئے پورے صوبہ میں کام کرنے کے لئے ایک دو کیا اگر دس ادارے اور جماعتیں بھی ہوں تو کم ہیں البتہ ہاں یہ میدان بڑا سنگلاخ ہے اس لئے اس میں دینی تعلیم کا کام کرنے کے لئے بڑے اخلاص، ہمت و جرأت اور انہماک و یکسوئی کی ضرورت ہے۔ اس میں پروپیگنڈا۔ اشتہار بازی، جلی عنوانات سے اعلانات کی اشاعت اور سیاسی جماعتوں کا سا طریقہ کار اختیار کرنا نہ صرف یہ کہ اس اہم دینی کام کے لئے غیر ضروری اور غیر مفید ہے بلکہ اس کی روح کے سرتاسر منافی ہے۔

جس طرح لبتی کی کونسل میں ہر ایک مکتبِ خیال کی اسلامی جماعتوں اور اداروں کے لوگ شریک ہیں اسی طرح صوبہ جمعیۃ کا فرض ہے کہ وہ صوبہ کے تمام اسلامی اداروں کا خواہ مشرب کے اعتبار سے ان میں سے کسی کے ساتھ کیسا ہی اختلاف ہو، تعاون و اشتراک حاصل کرے اور جماعتی عصبیت کو اس راہ میں بالکل دخل نہ دے۔

علاوہ بریں اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے کہ ایک مقصد اور ایک ہی غرض و غایت کے لئے ایک ہی صوبہ میں دو دو صوبائی کونسلوں کا وجود اصل مقصد کے حق میں کوئی اچھا شگون نہیں ہے۔ دونوں جماعتوں کے کارکنوں کے دل آپس میں ایک دوسرے کی طرف سے کیسے ہی صاف ہوں لیکن یہ جماعتی ناموں کی رقابت کبھی نہ کبھی اپنا رنگ ضرور دکھائے گی اور اس کے نتائج بڑے تباہ کن اور افسوسناک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہماری تجویز یہ ہے کہ دونوں کونسلوں کے ارکان کی ایک مشترکہ میٹنگ ہونی چاہئے اور اس میں اس خاص صورتِ حال کا کوئی حل نکالنے کی کوشش کرنی چاہئیے اس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ صوبہ کے اضلاع کو تقسیم کر لیا جائے۔ بعض اضلاع میں یہ کام کریں اور بعض میں وہ۔ اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ شریک اور ممد و معاون رہیں اور اسی اعتبار سے کونسلوں کا نام تجویز کیا جائے۔